

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سبکی

برہان الحنفیہ
در عقائد مسکونہ

۲۳۰ ۵۵۰

مفتی محمد امجد علی شاہ صاحب مدظلہ العالی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین و آلہ
 واصحابہ و اولیائہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ؎ اما بعد کرتے
 بندہ اللہ سید محمد ظہور اللہ عفا اللہ عنہ ابن حامی دین متین سراج العارفین
 واصل رب العلیین محمدی راز خفی و جلی مولوی سید محمد علی صاحب مرحوم و مخفور
 عرف شیر بیان ساکن ریاست ٹونک بخد مت صوفیان والا شان و شائخان خلد
 مکان و عارفان عالی خاندان کی گزارش ہے کہ درینولا اکثر منکرین بلکہ خاص
 متعصبین در بارہ ثبوت گیارہویں شریف حضرت پیران پیر قدس اللہ تعالیٰ سرہ
 کے گفتگو کیا کرتے ہیں اور سند اس فعل کی حدیث شریف سے طلب کرتے ہیں
 غرض کہ ہر طور تنگ کرتے ہیں پھر کوئی ادسکو بدعت کہتا ہے اور کوئی کفر و شرک
 میں شمار کرتا ہے اور کوئی عدم ثبوت فضائل میں اس گیارہویں کوسات
 آیت و ما اهل بہ لغير اللہ کے دلائل خود میں بیان کرتا ہے چنانچہ

اب یہ کہتے ہیں خادمِ درویشان بلکہ خاکپائے ایشان جملہ ثبوت فضائل اس
 گیارہویں شریف کی سات سند حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بقید تسلیم نیاز
 رقم لاتا ہے اور جملہ اعتراضات معترضین کی اب اوٹھاتا ہے اور صوفیانِ عظام
 کو یہ مژدہ عام سناتا ہے کہ خاص یہ فعل گیارہویں شریف کا منجملہ افعال سنت
 نبوی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو نہ یہ بدعت سیہ ہے اور نہ کفر و شرک ہے
 کیونکہ جب خود و نظیر اس فعل کی خاص کتاب و سنت میں موجود ہے پھر اسکو کیونکر
 بدعت و کفر و شرک کہا جاتا ہے بلکہ کرنی خاص اس فعل میں خیر و برکت و درجہ
 حسنات و حصول بلند مراتب خاص جنت میں مرحمت و عطا کئے جاتے ہیں اور یہ
 تحفہ ہے زند و نجان خاص طرفِ حقہ کے بموجب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
 پھر اس گیارہویں کرنے میں خود گیارہ فائدہ علیحدہ علیحدہ ہیں چنانچہ وہ مفصل
 ذیل اب جواب میں اس سوال سائل کی مندرج ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ اور نام
 اس سالک کا برہان العارفین فی رد عقاید منکرین رکھا گیا ہے حق تعالیٰ
 قبول فرمائے تاکہ فائدہ اس سے ہر خاص و عام کو ہووے آمین یا رب العالمین۔

سوال

کیا فرماتے ہیں صوفیانِ اہل کرام و مشائخِ عظام اس امر خاص میں کہ جو گیارہویں
 بنام حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ہوتی ہے وہ سات تخصیص ماہ و یوم کی
 ہے اسکی کیا سند ہے اول تو سند اسکی حدیث و آیات سے و بجائے و بصورت
 عدم سند آیات و حدیث کی بیشک یہ فعل بدعت سیہ و کفر و شرک ہے کیونکہ حدیث

میں آیا ہے کل بدعت ضلالت دوسری پہ نذر و نیاز کا کرنا بنام بزرگان دین کے کہ جو خاص نامزد ہو کر کیجاتی ہے وہ حکم و مآئد اہل بدعت غیر اللہ میں داخل ہے تیسرے نذر و نیاز کا ہونا سوا نے خدا کے دیگر مخلوق کی مطلق حرام ہے کتبہ حبیب اللہ عفی عنہ سکنة الورد - عبد الحق عفی عنہ - محمد دین عفی عنہ - رحیم اللہ عفی عنہ

جواب

یہ گیارہویں کا کرنا سچلہ فعل سنت کے ہے پھر یہ طقوس مشائخین میں سے ہی نہ بدعت سیئہ بلکہ سر اس حرات میں داخل ہے اور یہ مستحسن زیادہ ہے اول میں منفعت خلق اللہ ہے دوسری پھر منفعت خاص میت ہے تیسرے حصول آب و حیات سے ہی جو تھے یا و کار بزرگان دین ہے پانچویں حصول مراتب خود دین چھٹے حصول ہونا بلند مرتبہ کا خاص جنت میں کہ جسکے نام سے یہ ایصال ثواب کیا جاوے۔ ساتویں جن سلوک سے سات میت کے آئینہ وین اظہار و اخلاص و عقیدت منہ ہے نوٹین تخفیف گناہان خود ہے دسویں رضامندی خدا اور صلی صلی اللہ علیہ وسلم ہے گیارہویں یہ ہدیہ ہے زند و مخاطف موتہ کے۔ اب ثبوت ہر ایک امر کا مفصل ذیل ہے

اور پھر جملہ امور ات مندرجہ سوال سائل کی بدعت سیئہ میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں مگر بان اسکو بدعت حسنہ بیشک کہہ سکتے ہیں اور بدعت حسنہ کے واسطے اجر و ثواب حق تعالیٰ سے حاصل ہے بموجب اس حدیث علیہ السلام کے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنة حسنة فله

اجر اہل او اجر من عمل بحد ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی
 راہ نکالے بیچ اسلام کے راہ نیک پس واسطے اوسکے ہے اجر اوسکا اور اجر اوس
 شخص کا جو کوئی عمل کرے اوسپر و بجائے دیگر یہ عَثَّ حَسَنَةً فَلَوْ اَجْرُ کَافَرٍ
 اب کرنا اس گیارہویں شریف کا بطور ایصال ثواب کے بہتر ہے بلکہ نہایت
 درجہ کو مستحق ہے بمصدق اس حدیث شریف کے قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ
 علیہ وَسَلَّمَ مَا رَاَهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنًا رَوَاهُ مُشْكُوۃ
 وشفافا ضعی عیاض بمعنی جو چیز کہ نزدیک مسلمانوں کے نیک ہے وہ چیز نزدیک
 اللہ تعالیٰ کے بھی نیک ہے اور روایت ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ
 کہ وہ فرماتے تھے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مردے زیادہ
 محتاج ہیں طرف دعا زند و کی مانند کہانے دینکی اور کتاب شرح صدر میں یوں
 آیا ہے اَلْاِجْمَاعُ عَلٰی اَنَّ الدُّعَاءَ يُنْفَعُ الْمَيِّتَ وَوَلِيْلَهُ يَقُوْلُهُ تَعَالٰی
 وَالَّذِيْنَ جَاؤْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا
 بِالْاِيْمَانِ تَرْجُمہ اور اجماع امت کا اوپر اس بات کے ہو کہ تحقیق دعا زند و کی حق
 میں مردوں کے زیادہ تر فائدہ مند ہے سات دلیل اس آیت کے یعنی وہ کہ
 کہ اے پیچی اونکی کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے بخش ہمکو اور ہماری ہماریکو کہ جو
 ہمے آگے گئے ہیں ساتھ ایمان کے تو اب اس آیت سے بھی بخوبی ثابت
 ہو گیا۔ اب ثبوت اس امر کا کیا جاتا ہے کہ تخصیص ماہ و یوم کیا کیونکہ اس میں
 جائز ہے بلکہ تخصیص خاص گیا ہو بن کی مطلق حسام سے۔

تو اب جواب اسکا یہ ہے کہ جب خود شارع کی طرف سے واسطے ہر ایک امور
 کی خاص شخصیت مقرر ہے یہاں تک کہ وقت نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و فرض
 و نفل و قضا و نذر و نیاز وغیرہم کی جو خود علیحدہ علیحدہ مقرر ہے تو اب اسمین
 کوئی جا کلام کی کیا باقی نہیں ہے دیکھو تعین ہونا یومِ پختنبہ و جمعہ و شنبہ
 و در شنبہ کا واسطے زیارت قبور کی حدیث ہے پھر جانا ۱۴ شب ماہ شعبان
 کو واسطے زیارت قبور کی صحیح حدیث سے ثابت ہے پھر خاص یومِ دو شنبہ
 کا روزہ رکھنا خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بوجہ ہونے یومِ ولادت شریف
 کی سنت سے بمصدق اس حدیث کی وَمَنْ قَتَا ذَا الْقَضَارِ رَضِيَ اللَّهُ
 تَعَالَى عَنْهُ إِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ
 قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَاكَ يَوْمٌ وَلِدَتْ فِيهِ رَبِّي وَاهُ مُسْلِمُهُ وَشَرُّ حُرِّ مَشْكُوَةٍ
 پھر اس حدیث خاص میں تخصیص یومِ جمعرات و دو شنبہ و یومِ جمعہ کی یہ آئی ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ
 وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُخْرِجُ كُلَّ عَبْدٍ لَكَ يَاللَّهِ شَانَهُ الْخَمِيسِ رَوَاهُ
 مسلم و مشکوٰۃ ترجمہ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہولی جاتے
 ہیں دروازے جنت کے پیر کے دن اور جمعرات کے روز اور دن جمعہ کے
 بھی بخشش ہوتی ہے واسطے ہر بندے کے کہ نہ شریک کیا ہوسات خدا کے
 کیو پھر اس حدیث میں یوں آیا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرَ ابْنِ أَبِي حَتْمَةَ أَوْ أَحَدَ هُمَا يَكُلُّ جَمْعَةً غَيْرَ لَهْ رَوَاهُ بَيْهَقِي وَشُرْكَوَةٍ

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص زیارت کرنا ہے
 قبر والدین اپنے کی یا ایک کی اون دونوں میں سے بیچ دن جمعہ کے تو بخشش
 کی جاتی ہے واسطے اوسکے گناہوں سے اور لکھا جاتا ہے وہ بندہ مرحوم ہو
 نیکون میں پھر اس حدیث میں قید جانے سفر کی ہے بیچ دن ہفتہ و جمعرات کے
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بَارِكْ اللَّهُ يَوْمَ النَّبَتْ وَيَوْمَ الْحُسَيْنِ
 ترجمہ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ مبارک کرتا ہے
 اوس شخص کو کہ جو سفر کرتا ہے دن ہفتہ و جمعرات کے پہر تخصیص ہونا خود
 ہر ایک ماہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ السلام لَان رَجَبٍ مَشْهُرُ اللَّهِ وَشَعْبَانَ مَشْهُرُ رَسُوْلِهِ وَرَمَضَانَ اُمَمَتِي
 رواہ مشکوٰۃ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خبردار ہو کہ تحقیق ماہ
 رجب ماہ خدا کا ہے اور ماہ شعبان ماہ میرا ہے اور ماہ رمضان ماہ میری
 امت کا ہے پہر خود حق تعالیٰ بھی فرماتا ہے عبادت کرنا ساتھ تخصیص
 ماہ و یوم قولہ تعالیٰ لَا تَلَاكُ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ بِمِثْرٍ دُوسَرٍ تَخْصِيصِ سِنِينَ بِي
 اور بھی قولہ تعالیٰ فَادْكُرْ لِلَّهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَةٍ ترجمہ ذکر کرو تم اللہ
 جلشانہ کا بیچ ایام معدودہ کی کہ جو آیا تشریق کی ہیں وہ تین یوم ہیں۔ پہر
 باوجود اس قدر تحقیقات ماہ و یوم کی اب جملہ اعتراضات معتبر ضمین کی بخوبی
 رفع ہو گئی۔ اب اگر نہم ماہ ربیع الثانی کو کہ جس ماہ اور تارے چکو وصال شریف
 حق تعالیٰ سے جناب حضرت غوث پاک کو ہوا ہے شمار کر کے اوس تاریخ کو

تاخیر دیکار ہوین کی تو کیا قیامت لازم آئی دیکھو حدیث شریف میں آیا ہے
 کہ جو شخص غائبانہ حق میں کسی بہائی سو من کی دعا خیر کرتا ہے تو حق تعالیٰ
 اسے جلد تر قبول فرماتا ہے خصوصاً واسطے مغفرت میت و ایصال ثواب
 میت میں کہ جسکی شاہدیکہ حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ان اسرع الدعاء حاجت دعوه غائب لغائب برواہ ترمذی و شرح مشکوٰۃ
 ثواب ضرور ہوا ہر ایک خاص و عام کو دعا کرنا حق میں میت کی پہر اسطور سے
 ماہ مار و ماہ خواجہ صاحب علیہ رحمت کا جو عرس شریف آگیا اوس ماہ میں ہوتا
 ہے اس واسطے اوس ماہ کو ماہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کہا جاتا ہے
 اور طرف او کی نسبت کیا جاتا ہے اس میں کوئی قیامت شرعیہ لازم نہیں آتی ہر
 جگہ کچھ تخصیص کرنا ماہ دیوم کا منجملہ فعل سنت سے ہی نہ کچھ فعل بدعت سے اور
 اگر فرض بھی کیا جاوے گا تو کچھ فعل بھی بدعت حسنہ میں شمار ہو کر داخل
 ثواب ہو گا نہ کچھ بدعت سیئہ ہو گا کہ جس میں مواخذہ اخروی ہوے وہ ہو گا
 اب رہا ثبوت کرنا اس بات کا کہ یہ گیارہویں کے بھی کوئی مثل یا فعل منجملہ
 سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی یا نہیں ہے تو بفضل تعالیٰ نظیر اس
 فعل کی بھی خود حدیث شریف سے جو متفق علیہ ہے اوس سے ثابت ہے اور
 یہ حدیث جو متفق علیہ ہے بڑی کم و سندر ہے و عن عائشہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا ان رجلاً قال انبی اللہ علیہ وسلم ان امی قتلت نفسہما
 ترجمہ یعنی کما حضرت محبوب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آیا اب

مرد خدمت میں حضرت علیہ السلام کی اور عرض کی حضور میں صلی اللہ علیہ وسلم
 کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاں میری اچانک مر گئی ہے واپس نہ آؤ
 تکلیف لصدقت اور گمان میرا یہ ہے کہ اگر شاید وہ کلام کرتی تو وصیت
 کرتی مجھ کو واسطے دینے تسد کے فضل لہذا اجر ان تصدقت عنہا پس ہے
 واسطے اوسکے کوئی ثواب دینی صدقہ وغیرہ میں جو بنام اوسکے دیا جاوے
 تو فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قال نعم کھا ہاں ہے اجر و ثواب اوسکا
 مستحق علیہ شرح مشکوٰۃ ثواب اسطور سے مریدان عقیدت مند و فرزندان
 سعادت مند یہ گیارہویں وغیرہ جو کیا کرتے ہیں تو کچھ موجب اجر و ثواب کا ہی
 اور منکوبین غیر عقیدت اس میں بدل معترض ہیں پھر اس حدیث بخاری و مسلم کو
 اور ملاحظہ کرو کہ جو بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آئی ہے کہ اُسے
 سعد بن عبادہ خدمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عرض کی کہ ہاں میری
 مر گئی ہے اور میں غائب تھا بروقت موت اوسیکی تو میں دون کوئی صدقہ
 اوسکی طرف سے جو اوسکو نفع دیوے تو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
 دے تو صدقہ بنام اوسکے تو لیگا اوسکو اجر و ثواب اوسکا تو کھا حضرت سعد بن
 عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو گواہ کرتا
 ہوں اس امر میں کہ اب یہ باغ میرا نام اوسکے صدقہ ہے رواہ بخاری و مسلم
 و طبرانی و احمد و ابو داؤد و غیر ہم رحمۃ اللہ علیہم مگر امام احمد اور ابو داؤد و غیر ہم
 کی روایت میں صرف کنواں بنام ام سعد کی آیا ہے اور طبرانی کی روایت میں

صرف صدقہ دینا آیا ہے اگر یہ ہو یا بچہ سوختہ گو سفند کا جب بھی ثواب ہے
 پہر ان احادیثوں سے ثواب ہونا تو ثبوت ثواب عبادات مالیہ کا بخوبی ہو گیا
 اب اس فعل کے ابرو ثواب کو بھی ملاحظہ فرما دیں کہ کرنے اس فعل سے کیا بڑا
 ثواب فریقین کو حاصل ہوتا ہے کیونکہ پہر کرنا صدقہ و دعا و استغفار زند و نکاح
 حق میں جو تھکی بدیہ ہے بمصدق اس حدیث شریف کے قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لَنْ يَكُنْ خُلُقُ الْفَقِيرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ امْتَالُ
 الْجِبَالِ وَاِنَّ هَذِهِ الْاَحْيَاءُ اِلَى الْاَمْوَاتِ اَلَا سْتَغْفِرُ لَهُمْ رَوَاهُ سَہِی
 فَن شَعْبِ الْاِيْمَانِ وشرح مشکوٰۃ ترجمہ روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ
 داخل کرتا ہے قبر والو کو دعا اہل زمین کی مثل ثواب پہاڑوں کی یعنی بڑے
 بڑے ثواب ہیں دعا کے کہ حق تعالیٰ دیتا ہے مرد و نکاح کی مانند
 پہاڑ کے اور تحقیق حق ہے زند و نکاح طرف مرد و نکاح بطور تحفہ و ہدیہ کے کہ وہ
 کرنا دعا و استغفار وغیرہ کا ہے اول کے احادیثوں سے تو ثابت ہوا تھا
 ثواب عبادات مالیہ کا اور اس حدیث شریف سے ثابت ہوا ثواب عبادات
 بدنیہ کا مانند فاتح خوانی و ختم قرآن شریف و درود و لطیف و کلمہ و استغفار وغیرہم کا
 اب دیکھو جو شخص بعد فاتح خوانی وغیرہ کی ہاتھ اوٹھا کر دعا وغیرہ کرتا ہے
 تو حق تعالیٰ اشرم کرتا ہے کہ میں کیونکر ہاتھ دعا تیر کو درگاہ اپنی سے
 خالی پہر وں چنانچہ جسکی شاہد یہ حدیث ہے قال قال رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم ان کہ گنہ گار تھے تم بستی من عیبہ ان کہ فیک یہ ان یزولوا
 صفحہ ارواہ ترمذی وابوداؤد واحمد و بیہقی و شرح مشکوٰۃ ترجمہ روایت
 حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کہ تحقیق رب تمہارا دایم و قائم صاحب بخشش و کرم کا ہے جب
 کوئی بندہ خدا کا دعا کرتا ہے ہاتھ اوٹھا کر تو حق تعالیٰ شرم کرتا ہے کہ میں
 کیونکر ہاتھ دعا تیرے بارگاہِ انبی سے خالی سپردوں۔ تو اب جائے افسوس ہے
 بلکہ صد افسوس ہے کہ حق تعالیٰ بے نیاز تو ہمارے ہاتھ اوٹھانے دعا تیرے
 فرماوے اور ہر گز شرم بھی نہ آوے ۵ ہاتھ اوٹھاتے شرم آتی ہے دعا و دعا
 پہراب دیکھو اس حدیث کو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا قرأتم
 فاتحۃ الكتاب فقولوا ہکلمہ مرواہ ابو داؤد و مشکوٰۃ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم نے جو وقت کے تم فراغت پاؤ دعا مانگی سے پس ملو تم دونو ہاتھ اپنے
 منہ پر۔ اب حکم اس حدیث کا ہر خاص بلکہ سارے اہل اسلام پر ہے مگر حکم
 اس حدیث کا خاص ہے اور بہر شخص سے ہے اونکو کہ جو داخل جنت ہیں۔
 اگرچہ اونکو کوئی حاجت نہیں ہے کیونکہ وہ تو خود ہی داخل جنت ہیں مگر
 باوجود حصول ان جملہ مراتب بہشت کی حجب کوئی شخص منجملہ مردان عقیدت
 و فرزندان سعادت مند کی خاص اونکے حق میں دعا و استغفار وغیرہ کرتا ہے
 تو حق تعالیٰ اوسکو ایک اور بلند مرتبہ خاص جنت میں بدلی کرنے دعا و
 استغفار و سلیکی اوسکو مرحمت و عطا فرماتا ہے بمسداق اس حدیث شریف

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل يرفع الدرجات
 للعبد الصالح في الجنة فيقول يا ستغفار ولدك لك رواه ابو داود -
 واحمد وشرح مشكوة وبخاری فی الاواب عن ابو هريره رضي الله عنه ورواه
 البصاعن ابن سعيد الخدري ولفظ يهني بدعاه ولدك لك وطبرانی وغيرهم -
 روایہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ بزرگ و بزر بلند کرتا ہے درجہ واسطے بندہ
 نیک اپنے کے اگرچہ داخل ہے جنت میں تو دریافت کرتا ہے وہ بندہ مومن
 کہ خدایا کہاں سے لا مجھ کو اب اور درجہ اور یہ بلند مرتبہ تو فرماتا، حق تعالیٰ
 اوسکو کہ مجھ درجے یا لیعوض کرنے دعا و استغفار فرزند اجند تیرے کہ - یہ
 دیکھو اس حدیث کو کہ جو بروایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
 کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبکہ کوئی ایک تمہارا صدقہ بطوعاً
 دیوے تو چاہئے اوسکو کہ اجر و ثواب اوسکا بنام والدین اپنی کے بخشے اوسکو
 اجر و ثواب پہلی کچھ کم نہوگا رواہ طبرانی و دیلمی و ابن ابی الدنیا و غیرہم -
 تو اس حدیث سے بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ جو شخص گنہگار ہوین وغیرہ یا فاسق
 خوانی خاص بنام پیران پیر قدس اللہ تعالیٰ سرور کیا دیا بنام دیگر بزرگان
 دین کی تو بڑا ثواب اوسکو حاصل ہوگا بموجب اس حدیث شریف کے قال اللہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوة المسکین لا یظہر الغیب مستجابہ
 یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص دعا کرتا ہے ورنہ

نبائی مومن اپنے کے غائبانہ توحق تعالیٰ اوسکو جلد تر قبول فرماتا ہے
 کیونکہ عند راسہ ملک الملوک مقرر ہوتا ہے نزدیک سر اوسکے کے
 ایک فرشتہ کلمات عائدہ لایہ خیر قال الملك الملوک اللهم امین وک
 یمثل رواہ مسلم وشرح مشکوٰۃ یعنی جو کوئی دعا کرتا ہے واسطے نبائی مومن
 اپنے کے تو کہتا ہے وہ فرشتہ اللهم امین پھر علاوہ اسکے کہ جسکے نام
 پر کچھ ایصال ثواب کا کیا جاتا ہے تو خود حق تعالیٰ اوس شخص کو ایک اور
 مرتبہ بلند خاص جنت میں عطا فرماتا ہے بلکہ نام بھی اوس شخص کا اظہار کیا
 جاتا ہے کہ کچھ ثواب مرسلہ خاص فلان مرید کا یا فلان فرزند تمہاریکا ہے
 پہر خوش ہوتی ہے روح اوسکی کہ جسکے نام یہ ایصال ثواب ہوتا ہے
 اور پہر دعا کرتی ہے روح پر فتوح اوسکی حق میں اوسکے اور قبول ہوتی
 وہ دعا کیونکہ وہ خاص جنت میں کیجاتی ہے واسطے اوسکے حق تعالیٰ
 مرحمت کرتا ہے اوسکو ثواب اسکا ساتھ دلیل اس آیت کے قولہ تعالیٰ
 هل جزاء الا حسن الا حسن ترجمہ یعنی نہیں ہے بدلہ احسان کا مگر
 اتنا کہ جو بھی فضائل کیا رہوین وفا شدہ خوانی و دیگر بزرگان دینکے بخوبی
 معلوم ہوگی کہ خاص یہ فعل منجملہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے
 ہے نہ یہ داخل بدعت پہر دیکھو اس حدیث میں یون آیا ہے قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعاء الرجل الاخیه فی ظہر الغیب قال اللہ
 وک مثل ذالک رواہ مشکوٰۃ یعنی جو شخص غائبانہ حق میں کسی برادر میں

کی دعا خیر کرتا ہے خواہ حیات میں ہو خواہ بعد موت کے ہو غرضیکہ جب
 ہو تو کہا ہے فرشتہ حق تعالیٰ کا کہ واسطے تیرے بھی اسی ہو جیو اور اس
 حدیث میں یوں آیا ہے کہ جو شخص دعا کرتا ہے حق میں کسی مومن کے
 یا واسطے اپنے یا واسطے مغفرت میت کے تو حق تعالیٰ دروازے رحمت کے
 کھول دیتا ہے واسطے اوسکے بموجب اس حدیث کے قال رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم مَنْ فَتَحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابَ الدُّعَاءِ فَتَحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ رَوَاهُ
 ترمذی و شرح مشکوٰۃ اب یہاں ایک حدیث اور تحریر ہوتی ہے کہ جو حکم
 ہر خاص و عام بلکہ سارے اہل اسلام پر واجب و لازم ہے کہ درود
 و فاتحہ خوانی وغیرہم سے بنا بریت کی غفلت نہ کیا کریں بلکہ ہر وقت دہر و
 اسکا لحاظ رکھیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا الْمَيِّتُ فِي
 الْقَبْرِ إِلَّا كَأَنَّهُ يُنَظَرُ دَعْوَةُ تَلَحُّهُ مَرَّابٍ أَوْ أَمْرًا أَوْ أَخًا أَوْ صَدِيقًا
 فَإِذَا حَقَّقَهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَإِنَّ اللَّهَ لَيَدْخُلُ عَلَى
 أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالُ الْجِبَالِ وَإِنْ هَدَيْتَهُ إِلَى
 حَيَاءٍ إِلَى مَوَاتٍ إِلَّا اسْتَغْفَرَ لَهُمْ رَوَاهُ بیہقی فی شعب الایمان و احمد شمس
 مشکوٰۃ وغیرہ ترجمہ یعنی کما عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے
 کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے مردہ درمیان
 قبر اپنی کے مگر وہ مانند ڈوبی ہوئی ہے اب تمکو لازم ہے بلکہ واجب
 اور ضرور ہے دستگیری اوسکی کیجاوے اور ہاتھ اوسکا پکڑا جاوے

کیونکہ وہ امید کرتا ہے تم سے دعا کا کہ پہنچا دے اور سکو باپ اور سکا
 یا مان اور سکی یا بہائی اور سکا یا کوئی دوست اور سکا جو ہوے جب پہنچے گی
 اور سکو وہ دعا تمہاری تو وہ مردہ اور سکو دوست زیادہ رکھتا ہے و وجہ
 سے اور تحقیق اللہ تعالیٰ پہنچاتا ہے دعا اہل زمین کی مانند پیار و
 بڑے بڑے وزن کر کے دیا جاتا ہے ثواب اور البتہ کچھ ستم ہے
 زندہ دن کا حق میں طرف مردوں کے وہ کرتا ہے صدقہ و دعا و استغفار وغیرہ
 مروی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں کوئی گہرا لکھ مر جاوے اور نہیں کوئی میت
 پہر وارث اور سکے یعنی بعد اور سکے صدقہ دین واسطے میت اپنی کے تو
 حضرت جبریل علیہ السلام اس ہدیہ کو رکھتے ہیں ایک طبق میں جو پڑو
 ہوتا ہے وہ نور حق سے پھر وہ کھڑے ہوتے ہیں کنارے قبر میت کے
 اور کہتے ہیں اے گہری قبر دے کچھ ہدیہ ہے کہ تیری گہرا لون نے چھو
 پہنچا ہے تو اور سکو قبول کر تو وہ نہایت درجہ کو خوش ہوتا ہے اپنی زندگی
 اور رنجیدہ ہوتے ہیں اور سکے پڑوسی کہ جنکو کچھ ہدیہ نہیں پہنچا جاتا ہے
 رواہ طبرانی فی اوسط اور پہر مطابق اسکے کچھ حدیث بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
 کی ہے وہ کچھ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا
 لَقِيَ الرَّجُلُ بَيْتَ الْمَوْتِ اَمَرَ اللّٰهُ جَبْرَئِيلَ اَنْ يَجْعَلَ اِلَى قَبْرِهٖ
 وَمَعَهُ سَبْعُونَ اَلْفَ مَلَكٍ فَيَبْدِئُ بِكَ تِلْكَ طَبَقٌ نُّورٍ يَجْعَلُونَ اِلَى

قَبْرِهِ وَيَقُولُ اسْتَدْرَأْكُمْ يَكْفُرُ يَا وَلِيَّ اللَّهِ هَذَا هَكَذَا يَدُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ مَرْجُمٍ
 یعنی جب کوئی شخص فاقحہ و خیرات وغیرہ کرتا ہے ساتھ نیت ایصالِ ثواب
 میت کے تو حکم کرتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام سے کہ جا
 تم ملن قبر اوسکیے اور ہمراہ لوا اپنے تم ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ طباق
 نور کے تو وہ آتے ہیں قبر میت پر اور سلام علیک کرتے ہیں اور کہتے ہیں
 کہ اے دوست اللہ کی پیہ پیہ مرسلہ فلان بن فلان کا ہے تو وہ مردہ
 خوش ہوتا ہے اور حق میں زندون کے دعا خیر کرتا ہے۔ پہر دیکھو کہ
 جو شخص غائبانہ واسطے کیسی دعا خیر کرتا ہے تو حق تعالیٰ اوسکو جلد تر قبول
 فرماتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ دعا بھی ساتھ محبت و اخلاص کے
 ہو ورنہ نہ ساتھ ریا کے اور خوش آمدگی اور وہ حدیث شریف یہ ہے
 قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنْ سَمِعَ الدَّعَاءَ اجابته دَعْوَةَ غَائِبٍ لَغَائِبٍ رَوَاهُ ترمذی
 و شرح مشکوٰۃ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہایت جلد تر بندہ مومن کے وہ دعا
 قبول حق ہوتی ہے۔ کہ جو صدق محبت سے ہو اور وہ درجہ قبولیت کا بھی
 رکھتی ہے کہ جو غائبانہ ہوے حق میں بہائی مومن کے ثواب ہر فرد بشر پر
 واجب و لازم ہو کہ دعا مغفرت بنا بر میت کے جملہ ضروریات سے ہے
 پہر ساتھ اوسکے صدقہ و استغفار و در و کلمہ طیبہ و ختم قرآن شریف و فاتحہ و
 ضرور ہے بلکہ تمہارے یہ دعا فائدہ مند زیادہ ہے حق میں موتہ کے

دنیا و ما فیہا ہے۔ مگر ہم لوگ کیا کریں کہ ہم کو خود بخود ساتھ اولیا اللہ
رحمت اللہ علیہم کی محبت قلبی و اخلاص دلی ہے جب تو ہم لوگ دل سے
معتقد انحضرت رحمت اللہ علیہم کے ہیں یا بموجب حکم اس حدیث کے
ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا احب الله العبد قال
جبریل علیہ السلام قد احبت فلانا فاحبه فحبه جبریل نیادی فی اهل
السماء ان الله عز وجل قد احب فلانا فاحبه فحبه اهل السماء ثم وضع
لہ فی القول اهل الارض و رواہ بخاری و موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو مقبول
اپنا کرتا ہے اور اوس کو دوست و محبوب بناتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام
سے فرماتا ہے کہ آج ہم نے فلان شخص کو اپنا دوست اور محبوب کر لیا تم بھی اوس کو
اپنا دوست و محبوب دلی بنا لو اور اے جبریل علیہ السلام پہر اسما کی فرشتوں سے
بھی باوازی بلند کہدو کہ حق تعالیٰ نے آج فلان شخص کو اپنا دوست کر لیا ہے
تم بھی اوس کو اپنا محبوب و دوست کر لو پھر اسی طور سے باوازی بلند اہل زمین سے
بھی کہدو کہ وہ بھی اوس کو اپنا دوست و محبوب کر لیوین۔ اس واسطے تمام خلق اللہ
طرف اوس کے رجوع کیا کرتی ہے ورنہ جیسے ہزاروں دشمن اوس کے ہوتے ہیں
اور نظر سے ہم کو اون کی دوستی سے منع کیا جاتا ہے مگر ہم کیا کریں کہ ہم خود
مجبور اس حکم خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ پہر اب یہی جملہ ثبوت
ہر ایک امر کا خود آیات و حدیث شریف دیکھ لو موجود ہے اب جو شخص اس کا
منکر ہوادہ مردود ہے اور مستحب ہو کہ وہ جاہل مطلق ہے اور منکر ہے وہ

اب خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان مسئلہ نامزدہ کا اب رہا ثبوت
 اس بات کا کہ نامزدہ ہو جانے کسی اشیاء عالم سے کوئی قباحت شرعیہ لازم
 نہیں آتی ہے کیونکہ اس عالم دنیا کی کوئی چیز زید و بکر و عمر کے نام سے خالی
 نہیں ہے دیکھو ہر شخص یہی کہتا ہے کہ یہ زوجہ فلان شخص کی ہے اور یہ فرزند
 خاص میرا ہے یا فلان شخص کا ہے یہ اسطور سے یہ مکان و زمین و ملک
 و چاہ و مدرسہ و مسجد میری ہے یا فلان شخص کی ہے تو اب فرمائے کہ اب
 اس مسجد میں جو نماز کہ فرض خدا ہے وہ ہو گی یا نہیں دوسرے اس
 حساب نامزدہ سے تو کل نمازی بھی مشترک ہوئے جاتے ہیں اب جو وقت
 جس نمازی سے آپ مجھ دریافت کریں گے کہ میان تم نے نماز پڑھی اور کس وقت
 کی پڑھی تو وہ آپکو یہی جواب دیگا کہ میان صبح کی اور ظہر و عصر کی اور اب مغرب
 و عشا باقی ہے یہ جب اور دریافت کیا جاوے گا کہ کہاں پڑھی تو وہ آپکو یہی جواب
 دیگا کہ صبح کی نماز تو گھر میں اور ظہر کی قاضی صاحب کی مسجد میں اور عصر کی مولوی صاحب
 کی مسجد میں اور مغرب کی کنارے دریا کے اور عشا کی گھر میں تو ان سب
 صورتوں میں اب کوئی نماز خدا کے نام کی نہ ہوئی اور نہ کوئی مسجد خدا کی ہوئی
 بلکہ مسجد تو یہ قاضی صاحب کی ہوئی یا مولوی صاحب وغیرہ کی اور یہ بھی
 نماز بھی وقتوں کی ہوئی نہ خدا کی حالانکہ جملہ مسجد و نماز خدا کی ہے نہ وقت وغیرہ کی
 جواب ٹیٹا یہ ہے کہ اسطور بلکہ اسوجہ سے ہر شخص یہی کہتا ہے یہ گاہ
 دیکھو اور غا خاص میرا ہے یا فلان شخص کا بلکہ یہ جسم و جان اور دل میرا ہے
 یا فلان شخص کا ہے غرضیکہ ہر ایک چیز اس عالم دنیا کی یا تو نامزدہ ہے

یا بنام مہوتہ ہے اگر کچھ جملہ اشیاء مذکورین جو ملک خلق اللہ ہے تو پہر حکم
 و ما اهل به اخیر اللہ کیونکر ہے اور جو یہ جملہ ملک خاص اللہ تعالیٰ شانہ کی
 ہی تو پہر کچھ خرید و فروخت کرنا سوائے خدا کے مخلوق الہی سے کیونکر جائز ہی
 چوتھے ہم دریافت کرتے ہیں کہ جس صورت میں حق تعالیٰ جل شانہ نے اوس
 جانور کو خود حلال پیدا کیا تھا اور نہ اوسکو حرام کیا اب صرف نامزدہ ہونے
 سے وہ کیونکر ناپاک ہو گیا حالانکہ ابھی اوس میں جان باقی ہے جب بھی وہ
 حرام ہو گیا کیا خوب عقیدہ منکر کا ہے یا بچوں اگرچہ وہ نامزدہ ہو جانے
 سے حسب قاعدہ منکرین کے ناپاک ہو گیا تھا مگر جب وہ ساتھ نام خدا کے
 درج کیا گیا حلال و طیب ہو گیا بوجہ بزرگی نام خدا کے دوسرے وہ پہلے
 سے بھی خود حلال جانور اوسکو حق تعالیٰ نے پیدا کیا تھا نہ حرام کیا تھا۔
 اور جو آپ کے نزدیک خدا کا نام غالب نہیں ہے ہر نام مخلوق سے اور وہ
 مغلوب ہے اور مخلوق کا نام غالب تر ہے تو ایسا عقیدہ اور ایمان کا خدا حافظ
 ہے پناہ خدا کی ہے ایسے عقائد بد سے حال بیان شان و منزل
 آیت و ما اهل به لغیر اللہ مفسرین اہل دین نے شان و منزل اس
 آیت کا اسطور سے ارقام فرمایا ہے کہ بروقت اعتراض کرنے مشرکین
 بد دین کے کہ جو اہل مکہ سے تھے وہ کہا کرتے تھے اہل اسلام کو بطور الزام
 کہ تم لوگ نہیں کہاتے ہو مردار کو اور حال یہ ہے کہ تحقیق مارا ہے
 اوسکو خدا نے کہ جو تم نہیں کہاتے ہو اوسکو اور کہاتے ہو تم اوسکو کہ جسکو
 تم خود اپنے ہاتھ سے مارتے ہو اور ترجیح دیتے ہو تم کشتہ اپکو اور کشتہ

خدا کے تو اس وقت حق تعالیٰ نے بطور الزام کفار کے اس آیت کو نازل فرمایا کہ یہ جہل گشتہ تمہارے کہ جنکو تم حسب عقائد خود حلال جان کر کہاتے ہو وہ سب جانور تمہارے اور گوشت حرام ہیں اور جو اہل اسلام کہاتے ہیں گوشت جانور حلال کا بیج کر کے ساتھ نام خدا کے وہ سب حلال ہیں پہر اہل قریش بدکیش بد وقت بیج جانور کے نام لات و عز اکالیا کرتے تھے نہ نام خدا کا پہر یہ رسم اور عادت اور قاعدہ اسکا علیحدہ تھا کہ وہ جانور و نکو چار اقسام پر مقرر کیا کرتے تھے اور وہ چار اقسام کفار قریش کے یہ تھے ایک تو بجرہ و سائہ۔ حاتم اور بعض قبائل عرب کے مانند بنو شقیف و بنو عامر و خزیمہ و بنو مدجہ و بنو فزوخ کو حرام جانتے تھے اور جب کوئی بچہ منجھل سوایشیان ادنیکی ہوتا تھا اور وہ اسکو جو بطور نیازیت کے کیا کرتے تھے تو اسکے کانکو چیر دیتے تھے بطور نشان اور اعلان ہر خاص و عام کی اسکو بچہ کہتے ہیں بچہ اور جب کوئی جانور کو بنام کسی بٹکے وہ آزاد کیا کرتے تھے تو وہ اسکو باختیار خود اسکے چوڑ دیتے تھے اور وہ اسکو سائہ کہتے تھے۔ اور بعضوں نے یہ اختیار کیا تھا کہ جو بچہ نہ ہوتا تھا تو وہ بنام کسی بٹکے نیاز کرتے تھے کہ اس جانور کو بنام فلان بت کے بیج کرونگا اور جو مادہ ہوتی تھی تو اسکو وہ خود رکھتے اور اگر نرمادہ دونوں علم ہوئے ہوتے تھے تو وہ دونوں کو بھی خود رکھ لیتے تھے اسکو و صید کہتے تھے سنا اور جبر اونٹ کی پشت سے دس بچے پورے ہوتے تھے تو اسکو سواری وغیرہ سے موقوف کرتے تھے اور نہ اسکو چارہ دیا سے روکتے تھے اور اسکو وہ حاتم کہتے تھے اور وہ ان امور انکو علیٰ شرعیت

خود جانتے تھے اور بتو گواپنا معبود حقیقی بناتے تھے۔ پھر اس طور سے
اہل یہود نے بھی اپنا یہ طریقہ مقرر کر لیا تھا باوجود منسوخ ہو جانے شریعت
اونکے وہ اونٹ کا گوشت اور دودھ اور چرمی اور ناخن دار جانور دنگوا پرانی
حرام جانتے تھے جطور سے کہ اب اہل یہود گوشت گائے کو بر خود حرام تھا
ہیں اس طور سے اب یہ منکرین کہانے گیارہوین و فاتحہ کو کہ جو بطور ایصال
ثواب میت کے ہوتی ہے اوسکو وہ حرام کہتے ہیں۔ حالانکہ حرام و حلال کا
کرنا با اختیار کیسی نہیں ہے بلکہ یہ اختیار خاص حق تعالیٰ کو ہے یا اوسکے
رسول علیہ السلام کو دیکھو حق تعالیٰ ہم کو فرماتا ہے وکلو مما فی الارض حلالا
طیباً حکم ہر خاص و عام ہے بواوید اس رسم اور راہ کے حق تعالیٰ جل شانہ نے
سورہ مائدہ کی ابتدا میں حکم ہر خاص و عام کو فرمایا ہے اکلت لکم ہیثمہ الا
ہام الا ما یتل علیکم یعنی حلال کہہ کئی ہیں واسطے تمہارے چوپائے جنگوالی
علاوہ گدے و خیر و غیر ہم کے اب جس جانور حلال کو تم جب بوج کرو گی وہ حلال
ہے کذا فی فتح الرحمن و موضح القرآن و تفسیر احمدی و غیر ہم دار تو لضع دلائل نبویہ
حق تعالیٰ جل شانہ نے اب اسکی تشریح یوں فرمائی ہے درمیان اس آیت کے
حرمت علیکم المیتہ والدم ولحم الخنزیر۔ یعنی حرام کیا گیا واسطے تمہاری موار
اور خون اور گوشت سور کا و ہا اہل بد لغیر اللہ یعنی وہ جو کچھ کے سوائے
نام خدا کے بروقت بوج جانور کے پکارا جاوے وہ مکو حرام ہے اول تو
یہم آیت اظہار حال کفار کے حق میں ہے دوسرے پھر اس میں اظہار کرتا
ہے اقسام حرام ہو جانے گوشت کے مانند کلا کہوٹی ہوئے اور پتھر و کڑی

مارے ہوئی اور گرا ہوا بلندی سے یا سنگ کا مارا ہوا یا وہ جانور کہ جسکو دزد
 نے پکڑ کے کھا لیا ہے اور پھر وہ جانور کہ جو صلیب پر فوج کیا جاوے ساتھ نام
 عیسیٰ علیہ السلام کے یہ جملہ جانور اور گوشت اوسکے ٹکڑی یعنی اپ اہل اسلام کو طہر
 حرام ہیں پس اس آیت سے اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کا وہ حلال ہے
 جیسا کہ صد ہا دنیہ کتابوں اس پر تفسیر کی ہے پھر کام حق تعالیٰ کا اسکا خود شاہ
 حال ہے پھر ایک آیت کے بعد فرماتے ہیں قوله تعالیٰ و طواغوت بنی اوت و الکتاب
 حل لکم یعنی اور کتاب والوں کا کھانا و کچھ کا ٹکڑا حلال ہے مگر شرط ہے کہ جب
 وہ جانور ساتھ نام خدا کے فوج کیا جاوے ورنہ وہ حرام ہے واسطے کہ کئی
 اہل مذہب والیکاذبجہ درست نہیں ہے اول تو شرط اسلام ہے دوسرے
 پھر وہ جانور بھی ساتھ نام خدا کے فوج کیا جاوے جب وہ حلال ہے اور اہل
 سنت و جماعت کا بلکہ سارے اہل اسلام کا اتفاق ہے چنانچہ عارف شعری
 قطب صمدانی رحمۃ اللہ علیہ میران کبیر کی دوسری جلد کتاب الصيد والدک
 بن لکھتے ہیں اجمعوا علی ان المعدبھا ذبحہ المسلم الی ما قل الذی الاخر یعنی
 اہل سنت و جماعت بلکہ چاروں مذہب کا اتفاق ہے کہ مسلمان عاقل بالغ کی
 ذبحہ حلال ہے اور اس پر اجماع ہے کہ کافر غیر کتابی کا ذبحہ حرام ہے از فتح الرحمن
 و موضح القرآن و تفسیر احمدی و توضیح دلائل اور صحیح بخاری میں بروایت ابن عباس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آیا ہے کہ طعام اہل کتاب وہ ذبحہ اہل کتاب ہے مگر بشرط
 فوج ہونے جانور کے ساتھ نام خدا کے ہو ورنہ حرام ہے پھر حق تعالیٰ سورہ
 انعام میں اس سلسلہ کی اب تشریح خود مفصل بیان فرماتے ہیں انکھوا ما ذکر

اسم اللہ علیہ انکلتیر بایتہ مومنین و بعدہ دیگر قولہ تعالیٰ و ما لکم الا فاکلو
 مما ذکر اسم اللہ علیہ و قد فصل لکم ما حرم علیکم ترجمہ یعنی کہا و تم اوس چیز کو
 کہ جس پر نام خدا کا لیا گیا ہے اگر تم اوسکی آیتوں پر ایمان لائے ہو اور تم کہیں
 نہیں کہہ تے ہو اوس چیز کو کہ جس پر وقت ذبح جانور کے نام خدا کا لیا جاتا ہے
 وہ تمکو حلال ہے اور طیب حالانکہ تفصیل دار ہمنے اوپر لکھا ہے حرام کو اور
 حلال کو بیان کر دیا ہے کذا فی فتح الرحمن و موصع القرآن و تفسیر احمدی و توفیق اللہ
 وغیرہم یعنی جس جانور حلال پر نام خدا کا لیکر ذبح کیا جاوے گا وہ جانور بیشک
 حلال ہے اب اسلمان اہل اسلام کو لازم ہے کہ بلا تردد بلکہ بلا وسواس اوسکو
 کھا دیں کیونکہ حرام چیزوں میں اسکا شمار نہیں ہے اور نہ کوئی قید اسمین
 نام زدہ کی ہے حالانکہ اب یکم حکم بھی خاص حق تعالیٰ کا حق میں نام زدہ جانور
 کی صادر ہوا ہے پھر خود اس آیت سے حکم ہے کہ وقت ذبح جانور کے نام خدا کا
 لیا جاوے اور خود یہ شرط اس آیت سے معلوم ہوئی کہ فاکلو مما لکم الذکاة
 اللہ علیہ و انہ لفسق یعنی مت کہا و اوس چیز کو جس پر نام خدا کا نہ لیا جاوے
 وہ بیشک تمکو حرام ہے اور اوسکا کہنا ناگناہ ہے اب خود اس آیت سے
 بھی بخوبی معلوم و مفہوم ہو گیا کہ وقت ذبح جانور کے نام خدا کا لینا شرط ہے
 پھر اگلی آیت میں فرماتا ہے قل فصل لکم ما حرم علیکم یہ خود کلمہ مصداق
 اظہار حرام و حلال کا ہے اب جو امر کہ برخلاف اسکے ہو اوسکو بالائے طاق
 رکھنا ضرور ہے پھر مطابق اس کلام کے حق آمد دینا حدیث شریف سے بھی
 ضرور ہے عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

انھما اقوام احداثت عہد ہمشیرک یا تو تباہی ان لاندہری اپن کہ وں
 اللہ علیہ ام لا قال علیہ السلام اذکر وانتم اسما اللہ وکلورواہ مشکوۃ وبخاری
 و ابو داؤد و ابن ماجہ و نسائیہ و غیر ہم روایت حضرت محبوبہ محبوب خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم سے کہ کہا صحابہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ پر نہیں
 بہت اقوام کے لوگ مانند نو مسلم اہل کتاب وغیرہ گوشت کو لاکر کے فروخت
 کرتے ہیں اور ان کا حال یہ کہ معلوم نہیں ہے کہ وہ لوگ وقت فوج جانور کے
 خدا کا نام لیتی ہیں یا نہیں لیتے ہیں کچھ حال معلوم نہیں ہوتا ہے تو فرمایا۔
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم خود خدا کا نام لیکر کیا کرو روایہ بخاری
 وغیرہ اب دیکھو اس حدیث میں کلام اقوام احداثت عہد ہمشیرک موجود ہے
 ملاحظہ کر کے انصاف فرماؤ کہ اب نامزدہ سے کیونکر حرام ہے اس حدیث
 حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور خود یہ کلام حق سے کہ جس نے
 آپ خود تمام کا فیصلہ کر دیا منکرین کا بیان اہل تفسیر و مفصل فیہ تحت
 آیت وما اهل به لغیر اللہ مگر اب ہمارے نزدیک وہ جانور حکم
 وما اهل به لغیر اللہ میں داخل ہے جو وقت فوج جانور کے ساتھ نا
 غیر خدا کے فوج کیا جاوے گا تو بیشک وہ حکم وما اهل به لغیر اللہ میں داخل
 ہو جاوے گا اگر سیدہ نامزدہ ہوسات نام کسی کے کوئی قباحت اور سکون نہیں ہے
 ہم دور تفسیر و تشویر و رواست وما اهل به لغیر اللہ روایت کردارین
 از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قول اول تعالیٰ وما اهل به
 لغیر اللہ گفت فوج کردہ شود جانور پر اسے غیر خدا اگر فتنہ شود نام

غیر اللہ بروقت فوج جانور حرام است و بروایت ابن جریر از ابن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم در تفسیر قولہ تعالیٰ وما اهل به لغیر اللہ الحجکہ فوج کردہ شود
 بنا بر شیطین و نام اضام گرفته شود بروقت فوج و بروایت کردہ ابن ابی حاتم
 از مجاہد در تفسیر وما اهل به لغیر اللہ آن جانوری کہ فوج کردہ شود برائے
 غیر اللہ و بروایت دیگر از ابن ابی حاتم از ابو عالیہ میگوید کہ آنجہ ذکر کردہ شود
 برائے غیر خدا بروقت فوج کیونکہ شرط بروقت فوج جانور کے ہے و یکہ تفسیر
 فتح البیان اور پھر روح البیان فتح البیان و تفسیر روح البیان میں ہے
 وای حرم بالصوت عند الذبح للصنم و در تفسیر جلالین میں وما اهل به
 لغیر اللہ ای ذبح علی اسم غیرہ و لا اھللاھل دفع الصوت و کاؤنیر
 عند ذبح للصنم اور پھر اسطورے تفسیر معالم و کشف و مدارک و انوار
 و عباسی و حسینی و بیضاوی و غیر ہم وما اهل به لغیر اللہ ذبح الاھنائد
 علیہ غیر اسم اللہ عز و جل و لا اھللاھل دفع الصوت و رافع بہ الصوت
 للصنم و ذالک قول اھل البھی الیہ باسم لات والغز اترجمہ اور وہ جو
 کچھ کی شہرت سے پکارا جاوے بروقت فوج جانور کے ساتھ نام غیر اللہ
 کے واسطے بت کے پھر ذکر کیا جاوے رو بروئے اوسکے سواست نام
 خدا کے وہ غیر اللہ ہے اور اصل اہل وہ ہے کہ جو بلند کیا جاوے
 آواز کو بروقت نکلے چاند کے واسطے بت کے اور یہ رسم بلکہ عادت کفار کی
 تھی کہ ایام جہالت میں جانوروں کے ساتھ نام خدا کے نہ فوج کیا کرتے
 تھے بلکہ اونکو ساتھ لات و عزرا کے فوج کیا کرتے تھے اور یہ روایت کہ

معظمین مشہور و معروف تھے اور تفسیر مدارک و ما اھل بہ لغیر اللہ
 فیج الاضام قدر علیہ غیر اسم اللہ عزوجل و اھل الابلال رفع الصوت للضم
 و ذالک قول اہل الجہایتہ باسم الات و الغرا اور تفسیر کشاف و ما اھل بہ
 لغیر اللہ اسے رفع بہ الصوت للضم و ذالک قول اہل الجہایتہ باسم الات و الغرا
 و در تفسیر زاہد و ما اھل بہ لغیر اللہ اسے و ما یج لغیر اللہ رفع الصوت
 و لہذا اسمی الابلال لرفع الناس الھو اتم عند روتہ و در تفسیر بیضاوی و ما اہل بہ
 لغیر اللہ اسے رفع الصوت عند وجہ للضم و الابلال اصلہ روتہ الابلال یقال اہل
 الابلال و دیگر تفسیر و ما اھل بہ لغیر اللہ اسے فیج الاضام و در تفسیر حداد
 و ما اھل بہ لغیر اللہ یہ اسے حرم علیکم ما ذکر علیہ عند الذبح اسم غیر اللہ و
 ذالک اور بہر تفسیر عبد الصمد و تفسیر حداد و غیرہ و ما اھل بہ لغیر اللہ بہ الصوت
 للضم و ہم در دیگر تفسیر و موجود است و ما اھل بہ لغیر اللہ اسے حرم
 علیکم ما ذکر علیہ فیج اسم غیر اللہ و ذالک ترجمہ یعنی حرام کیا گیا ہے اوپر ہمارے
 وہ چیز کہ جو ذکر کیا جاوے بروقت ذبح جانور کے سوائے نام خدا کے تو وہ
 جانور اور گوشت اس کا کھنا حرام ہے بہر مطابق اسکے خود کا نام حق تعالیٰ ہی
 ہر گوا سی طور سے حکم دیتا ہے و لا تا کلو مما یذکر اسم اللہ علیہ و انہ لفسق
 اب بیان پر منکرین میں سے یہ وہ ہوا دینے کے یہ قول مفسرین کا نزدیک
 اکثر اہل فقہ کے قابل تسلیم نہیں کیونکہ اکثر فقہاء کا یہ قول ہے کہ نافرہ
 جانور حرام ہے اگر یہ وہ جانور ساتھ نام خدا کے ذبح کیا جاوے جب ہی وہ
 حرام ہے جواب اس کا یہ ہے کہ بیشک وہ اب منکرین جملہ لی علموں کو

یہ وہو کا دینیگی کہ مفسرین کے قول کا کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ ان کو اختیار ہے کہ جس قدر چاہیں بیان کریں اور رطب یا بس او سمین داخل کر دیوں مگر اعتبار قول فقہا کا ہے کہ وہ سند ہر ایک مسئلہ کی کتاب و سنت سے آئے ہیں اور بدون نص کے وہ کلام نہیں کرتے ہیں تو اس کا جواب بھی یہ ہے کہ جب خود نص خدا و رسول علیہ السلام کے خاص اس مسئلہ میں موجود ہے اور علماء مفسرین نے اس کی خوب تشریح کر دی ہے اور ہر مطابق وہ قول ان مفسرین کا ساتھ نص الہی کی وہ حق ہے اگرچہ مخالف ہوں وہ قول فقہا سے یا صرف بخیر احتیاط وغیرہ کے قول فقہا کا تو اس صورت میں حکم واجب اختیار ہے کہ مطرّف حق تعالیٰ کا قول مطابق ہو گیا اور اس کو ہم تسلیم کرینگے قول شک و شبہ کو دوسرا جواب یہ ہے کہ جب قول فقہا کا اس مسئلہ خاص میں ساتھ قول مفسرین کے خود مخالف ہو اور باہم تعارض پیدا ہوا تو اب اس میں یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہر اہم درست و صحیح ہے یا وہ حلال ہے یا حرام معارض ہو جائے کلام ایک دوسرے کی تو اس صورت ہذا میں اب ہر اہم امر بہر معلوم ہوتا کہ اب تمہ قول حق تعالیٰ کے رجوع کرنا بہتر ہے بلکہ افضل ہے کہ جو بلا تردد و بلا شبہ ہے اور ہر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کی تائید میں علیحدہ موجود ہے تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ ہدایت و صالحہ بد لغیر اللہ کی صرف یہ ایک آیت ہے یہ وہ بھی مجمل ہے نہ مفصل ہے بلکہ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو جائز نامزدہ ہے اگر وہ ساتھ اسی نام کے وچ کیا جاوے گا تو وہ حرام ہو جائے گا اور جب وہ جائز نامزدہ ساتھ نام

خدا کے فرج ہو گیا وہ حلال ہو جاویگا کیونکہ آیت حلت فرج جانور میں خود کلام حق کا مفصل و شرح موجود ہے یہ وہ کلام حق کا بطور الزام اہل اسلام ہے چوتھے جواب یہ ہے کہ جب خود کلام حق میں یہ کلمہ در بیان اس آیت کے موجود ہے قولہ تعالیٰ قد فصل لکم ما حرّم علیکم تو اب کوئی جائے متنازعہ کی نہ ہے اور خود کلام حق نے اسکا فیصلہ کر دیا مگر واسطے ایماندار کے نہ واسطے غیر ایمان کے و بجا و دیگر یا ایہا الذین امنوا لا تأخروا طیبت ما اهل الله لکم ولا تقعدوا ان الله لا یحب المعتدین ترجمہ یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت حرام کرو پاکیزہ چیز کو اور اس چیز کو جسکو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے واسطے تمہارے اور مت تکلوا حد سے تحقیق اللہ تعالیٰ ہمیں دوست رکھتا ہے حد سے نکل جانو البتہ پانچواں جواب یہ ہے کہ اب حرام اور حلال کا کرنا نہ باختیار فقہا کے ہے اور نہ باختیار مفسرین ہے بلکہ یہ اختیار خاص حق تعالیٰ کو ہے یا اوسکے رسول علیہ السلام کو تھا چہ جائے جواب یہ ہے کہ اب خاص اس مسئلہ میں وہ فقہاء و مفسرین کی جو اختلاف واقع ہے تو اب ہم عمل کریں گے کہ حسب طرف قول حق تعالیٰ کا ہو گا اور یہ اس کے رسول علیہ السلام کا جو موافق ہو گا تو اسکو قبول کریں اور جب کوئی فقہاء اسکو ساتھ نص حق کے ہکھو سمجھاویگا اور اسکا قول بھی اسوقت بیشک وہ قبول کیا جاویگا اور یہ مسئلہ خاص اجماعی ہی نہیں جو علماء دلیل اختیار کیا جاوے۔

بیان نیت نیک بدکا

اگر دار مدار بہ نیت ہے تو نیت نیک و بد کا کرنا اختیار آدمی کے ہے نہ ہانتیا
 حیوان ہے پہر اگر نیت بد ہے تو نیت بد کی سزا اوسکو ملیگی نہ حیوان کو اور جو نیت
 نیک ہے تو پہر اجر و ثواب اوسکا حق تعالیٰ اوسکو مرحمت کرے گا مثلاً ایک شخص ملال
 نے جانور کو ذبح کیا ساتھ نام خدا کے اور پہر پہر نیت کی کہ میں گوشت اوسکا
 خود کھاؤنگا اور پہر اور کسی کا فو و مشرک و یا عورت فاحشہ ہنود یہ غیر ہم کو بھی کھلا
 ونگا اور تحفہ بھی کسی اہل ہنود کو پہچونگا اور پہر میں خوب شراب پیکرے
 اوس عورت فاحشہ ہنود یہ کی مباشرت کرونگا یا ساتھ اوس کافر کے شراب پیکرے
 اور جانور کے گوشت کے ہمراہ کافر کے کھاؤنگا تو ان صورتوں میں جانور کا کیا قصور
 ہے اگر قصور بھی ہے تو اوس شخص کا ہے کہ جبکہ یہ فعل ہے اور حق تعالیٰ
 بھی فرماتا ہے وَلَا تَنْسُوا ذِکْرَ اللّٰهِ اِذْ کُنْتُمْ اَوْکُلُوْا مِنْ حِلِّہِمْ اَوْ کُنْتُمْ یٰۤاٰدَمَیْنَ
 ہم اوسے پر بوجہ رکھیں گے نہ بوجہ غیر پر رکھا جاوے یہ ہنود کا تو آپ
 فرمے کہ وہ جانور حلال اور گوشت اوسکا کیونکر حرام ہے اور حکم دما اہل
 بد لغیر اللہ میں داخل ہو جاوے یا نہیں حالانکہ جانور جو ذبح ہوا ہے وہ
 خوشنودی فاحشہ اور پہر برائے خوشنودی کافر ہے اور پہر برائے خوشنودی
 نفس خود تھا تو اب جانور حلال ہوا یا حرام پہر اسطور سے نیت قصاب کی کہ
 واسطے خوشنودی خدا کے ہوتی ہے بلکہ نیت اوسکی خاص برائے حصول زر
 فائدہ و فروخت گوشت ہے اور وہ کیونکر جائز ہے اور خوشنودی اوسکی ذبح
 جانور میں بنا برحق تعالیٰ کی نہیں ہے بلکہ برائے حصول زر سے تو زہی غیر
 اللہ ہے پہر نیت اوسکی وقت ذبح جانور کے یہ نہیں ہوتی ہے کہ خاص یہ

جانور واسطے فروخت گوشت اہل اسلام کے ہے بلکہ نیت اوسکی فروخت گوشت بین کافر و مشرک بھی شامل ہے اور مقصود اصل نہ ہے وہ بھی غیر اللہ ہے۔ اب جواب اسکا نص قطعی سے دیا جاوے اور تاویلات کو بالائے طاق رکھیں پھر اسطور سے جانور عقیقہ و قربانی و تقریب شادی خطبہ وغیرہم کیونکر جائز ہیں حالانکہ عقیقہ میں بیہ کہا جاتا ہے کہ بالعیوض جانکے جان اور بالعیوض خون کے خون اور بالعیوض گوشت کے گوشت اور پھر اسطور سے حال قربانی کا ہے کہ بیہ بکرا میرا ہے اور بیہ گائے فلان کی ہے باقی علی ہذا القیاس۔

بیان حال نیت کافر و مشرک کا

جو بیچ اسلام کے غیر معتبر ہے اول تو نیت کافر و مشرک کا شرع شریف میں کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ حکم شرعیہ ہے کہ بنا فاسد کے فاسد ہوا کرتی ہے جس صورت میں کہ بحکم خدا اور رسول علیہ السلام جملہ معبودات اوسکے نزدیک اہل اسلام کے باطل ہیں تو بیہ نیت بھی اوسکی جو اوسکو ساتھ اوس جانور نامزدہ کی ہے نزدیک اہل اسلام کے باطل ہے دیکھو اس حدیث عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہ عمر بن عاص نے حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاص نے وصیت کی تھی کہ بعد موت میری کے میری طرف سے تلو غلام آزاد کرنا تو ہمام نے اوسکی طرف سے پچائش غلام آزاد کر دئے ہیں تو فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں صدقہ اور حج اور عتق یعنی بخشش و کرم کرنا سوا اسے اہل اسلام کے

اگر وہ سلمان ہو تا تو اوسکو اسکا اجر و ثواب ہوتا رواہ ابوالشیخ و ابن حبان سند
 صحیح فی کتاب الوصایا تو اس صورت میں اب کافر و مشرک کی نیت کا کچھ اعتبار
 اسلام میں نہیں ہے تو اب اہل اسلام کو لازم نہیں ہے کہ نیت بد کافر و مشرک
 کو وہ حالت اسلام میں خود تسلیم کرے اور خود کافر نہ بنے بلکہ اوسکو تو یہ لازم
 ہے کہ اول تو اوسکو اور پھر اوسکے نیت کو اور ایمان کو مردود جائے کیونکہ جب
 خود جانب حق تعالیٰ سے درمیان کفر اور اسلام کی مخالفت اور ضد ہے
 اور پھر نہ باہم موافقت ہے تو اب کیونکر یہ اوسکے فعل بد و نیت بد و ایمان کو تسلیم
 و تصدیق کرتا ہے جو خود کافر ہوا جاتا ہے اور پھر کب حکم خدا اور رسول علیہ السلام
 کا ہے کہ تم نیت بد اور ایمان مردود کافر کو قبول کرو تو اس صورت میں جمہ جانور
 نامزدہ کفار و کفاروں کہ جو ازادہ کردہ بلکہ وہ خارج از ملک شدہ سے ہیں اب وہ
 بطور ازاد اور لا وارث کی ہیں یا وہ مانند جانور سحر ای کی ہیں او نکو پیکر کے اور نسے
 محنت و مشقت کا لینا بطور مذلت کفار ہے بلکہ وہ عین مذلت او نکلے معبود و
 ہے اگر اوسکی نیت تقرب ساتھ معبود و ن باطلہ اپنی ہے تو نیت اس اہل اسلام
 کے ساتھ تقرب حق تعالیٰ جل شانہ اپنی ہے نہ غیر کی مگر جہان قوت اسلام ہوگا
 شرط ہے اب جو قوت وہ اہل اسلام اس جانور آزاد کردہ ہنود کو ساتھ نام
 تو حید حق کے فوج کریگا تو یہ عین مذلت عقاید کفار و مشرکین کے ہوگی اور
 پھر مذلت ہوئی او نکو معبود و ن باطلہ کی اور چوڑ دینا اوسکا اہل اسلام کو
 بشرط قوت اسلام کی گویا خود عزت و عظمت کرتا ہے او نکلے معبود و ن باطلہ
 کا اور تصدیق کرتا ہوا اوسکے ایمان و عقائد کا خوب غور و انصاف سے

ملاحظہ کر کے انصاف فرمادیں اور پہرہ نام تو حید خدا جل شانہ کا وہ نام ہے
 زیادہ ہے کہ جب خود کوئی کافر و مشرک اس کو صدق دل سے لیتا ہے تو اس کا
 تمام عمر کا کفر و شرک اسی صاف ہو کر دہل جاتا ہے اور وہ پاک صاف ہو کر
 خاصہ جنتی ہو جاتا ہے تو اب اس جانور نامزدہ کی کیا حقیقت ہے اور پہرہ
 کیا ماہیت کہ جو ساتھ نام خدا تعالیٰ کے کہ وہ غالب تر ہے اور بزرگ
 زیادہ ہے ہر ایک نام مخلوق سے اب وہ جانور حلال بدیہ ناپاک رہے
 ممکن نہیں ہے مگر یہ عقیدہ تو شاید جناب کا نہ ہو گا۔ مگر بندہ کا تو بیشک یہ
 عقیدہ ہے اول تو وہ جانور بذات خود حلال پیدا ہوا تھا نہ حرام پیدا ہوا
 دوسرے اگر فرض بھی کیا گیا کہ بوجہ نامزدہ غیر اللہ کے وہ حسب عقائد مشرک کی
 ناپاک ہو گیا تھا تو اس نام پاک حق سے جو بروقت توجہ اوس کی کیا گیا وہ
 پاک ہو گیا۔ پھر اگر نامزدہ ہونے میں کوئی قباحت ہوتی تو خود حضرت علیہ السلام
 نے جو قربانی کہ بنام امت خود کے تھی وہ کیونکر جائز ہوئی پھر حضرت علی کرم اللہ
 وجہہ کو کیوں وصیت ہوئی تھی کہ جب تک تم زندہ رہنا ہر سال میرے نام
 کی قربانی کیا کرنا چنانچہ جب تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ زندہ رہے ہر سال
 برابر قربانی بنام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کرتے تھے وہ کیونکر جائز ہوئی
 فرموی ہے عطا از بدین اسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آیا ایک مرد حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اور
 عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے باپ کی طرف سے
 ایک غلام آزاد کروں حالانکہ وہ مرچکا تھا آیا ہے واسطے اس کے کوئی اور ثواب

تو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہاں ہے اجر اور ثواب اور اسکا
 واسطے اوسکی رواہ ابن شیبہ مروی ہے عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ
 فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تابع ہوتا ہے میت کو بعد موت اوسکی
 کے آزاد کرنا غلام اور سچ اور دنیا صدقہ کا رواہ ابن شیبہ اور بروایت حضرت
 ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آیا ہے کہ حضرت امام حسن و حسین علیہم السلام بعد
 وفات جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے غلام آزاد کیا کرتی تھی بنام حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ کے رواہ ابن شیبہ پر بروایت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم کی آیا ہے کہ جناب محبوبہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہائی حقیقی
 اپنے کے کہ جب کا نام حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی غلام آزاد کیا
 اور فرمایا کہ اجر و ثواب اسکا بنام حضرت عبدالرحمن برادر حقیقی میرے ہے
 رواہ ابن شیبہ اور یہ ابن ابی شیبہ وہ شخص ہے اور امام محمد بن یحییٰ
 یہ خاں ستاد بخاری و مسلم کے ہیں اور وہ بنام موتہ کے غلام آزاد کیا
 کی سند حدیث سے لاتے ہیں اور آیت و ما اهل به بغیر اللہ کو نہیں فرماتے
 ہیں اور یہاں صرف جانور نامزد وہ ہو جائے سے وہ جانور اور کہا نا گیا رہیں
 کا اور فاتحہ کا حرام کیا جاتا ہے خوب انصاف اور علم ہے اب ہم منکرین سے
 دریافت کرتے ہیں کہ یہ جملہ غلام وغیرہ جو بنام موتہ کے آزاد ہوئے ہیں وہ
 بنا برخواستہ خودی خدا کی تھی یا بنا برخواستہ خودی موتہ کی تھی انصاف کر کے
 جواب دیا جاوے اور انحضرت کو نبی کوئی خطاب کفر و شرک کا دیا جاوے

اور ہمارے نزدیک نافرذہ ہو جانے جانور سے کوئی قباحت شرعیہ نہیں
 ہے اگر کوئی قباحت شرعیہ ہوتی تو زمانہ خیر القرون میں بلکہ خاص زمانہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم جو باغ اور کوان خاص بنام ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا
 سپر بعد موت اونگی کے کیونکر مشہور و معروف ہوا اور کوئی بدعت و شرک
 و کفر نہوا جسکی شاید یہ حدیث ہے وعن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ام سعد ماتت قای
 صدقہ افضل قال علیہ السلام فحقہ بیئرا اوقال کھدا اکھم سعد رواہ
 ابو داؤد و واحد و شرح مشکوٰۃ اور بخاری کی روایت میں باغ بنام ام سعد
 کی ہے آپ گواہ رہیں اور یہ حدیث بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ ہے بہ ترجمہ روایت ہے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا سے کہ حاضر حضور ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مان میری مگر گئی ہے کیا صدقہ کروں میں واسطے اوسکے کہ جو افضل زیادہ
 ہو واسطے اوسکے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہ صدقہ
 پلانا ہے یا نیکا تو پہر کہو دا این ثور نے ایک کنواں اور کہا یہ کنواں ام
 کا ہے چنانچہ وہ کنواں آج تک بنام ام سعد کے معروف و مشہور ہے
 اگر نافرذہ ہونے میں کوئی قباحت شرعیہ ہوتی تو پہر یہ کنواں کیونکر بنا
 ام سعد کے میں زمانہ خیر القرون میں نافرذہ ہو کر شہرت پاتا انصاف کیا
 نہ کہ ام سعد کا انتقال ہو چکا تھا اور بعد موت اونگی کے یہ کنواں

سنہ ۱۰۰۰
 عبادہ بن عبادہ
 بنام ام سعد
 کنواں

خاص بنام اونکے معروف و مشہور ہوا ہے اور کوئی بدعت و کفر اور شرک
 نہوا اور جو آپ یہ کہنا گیارہویں و فاتحہ خوانی کا جو بنام حضرت غوث پاک
 کے و یا بنام بزرگان دین کے ہوتا ہے وہ کیونکر کفر و بدعت کیا جاتا ہے
 بلکہ اب یہ حدیث ہم کو بہت بڑی سند اوپر کرنے گیارہویں کی جو خاص بنام
 پیران پیر قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے ہوتی ہے وہ اب واجب و لازم ہوئی
 اور پیر جائز ہو گیا خود سند اس حدیث سے ہم کو گناہ سبیل کا ماہ محرم وغیرہ
 حین خاص بنام حضرت امام حسین علیہ السلام کے یا بنام دیگر بزرگان دینی کے
 یا بنام والدین اپنی کے یا کسی اور اہل اسلام کے نام سے تو یہ امر کرنا بہت
 درجہ کو درست و جائز ہے بلکہ جنات میں سے ہے پھر افضل ہے فعل اور
 موجب ثواب کا ہے پس اب ہر حال میں یہ فاتحہ خوانی اور گیارہویں جو
 بطور ایصالِ ثواب میت ہے تو یہ موجب اجر اور باعثِ ثواب کا ہے
 اور منکر اس کا اب باز رکھنے والا ہے اہل اسلام کو خاص ایصالِ ثواب سے
 بلکہ وہ دشمن ہے مانند شیطان کے خصوصاً حق میں میت کے کہ باز رکھتا
 ہے اور سکو اجر و حصولِ ثواب سے اور کرنی دعا و استغفار و صدقہ وغیرہم سے
 تو اب اس شخص پر لا حول و لا قوت الا باللہ العظیم کہتا اور پھر صوت اوسکی
 کے ہر دم و ہر ساعت ہر ایک کو واجب و لازم ہے ہاں وہ جانور بیشک حرام
 ہے جو ہر وقت و ہر جگہ جانور کے صرف نام حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا پڑھا
 رحمت اللہ علیہ کا لیا جاوے گا اور بسم اللہ اللہ اکبر نہ کہا جاوے گا وقت و ہر جگہ جانور کے

اور صرف حوائج یا غوث کے نام سے وہ بیچ ہو گیا تو بیشک حکم و ما اھل بد
 لغیر اللہ میں داخل ہو جاوے گا اور اگر نافر وہ جانور جو ساتھ نام خدا کے بیچ کیا گیا ہو
 اور اگر نافر وہ جانور جو ساتھ نام خدا کے بیچ کیا جاوے گا وہ حلال و طیب ہے۔ اب
 رہا ثبوت کرنا نذر و نیاز کا جو بنام بزرگان دین کی ہوتی ہے وہ بہتر ہے
 بلکہ افضل ہے بحکم خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکہ جب خود ہو
 حق تعالیٰ فرما چکا ہے ولیوفوانذرسلم یعنی تم پوری کرو نذرون اپنی کو جو
 تھے کہہ میں وفا کرنا اور کا ضرور ہے پہر دوسری جا ارشاد کیا ہے قولہ تعالیٰ
 وما الفقتم من نفقة و انذرتکم من نذر فان اللہ یعلم و ما الظالمین
 انصافاً ترجمہ اور جو کچھ خرچ کرو گے تم خیرات سے یا قبول کوئی نذر اور
 سنت کرو گے تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور گنہگار و نجا کوئی نہیں مددگار اگر
 وہ نذر اوس کے ساتھ خیر کی ہے تو موجب اجر و ثواب کا ہے اور جو نذر اوس کی
 بدی ہی تو موجب اوس کے عذاب ہو گیا۔ قولہ تعالیٰ و انذری القربی و لیس لکین
 ترجمہ کہلاؤ تم ان کو بطور احسان کے جو ذوالقربا ہوں یہ طریقہ سنت کا
 ہے اور بہتر و افضل ہے واسطے ایصال ثواب میں کے نقطہ

ص

کوئی صاحب بلد اجازت سے نہ کرے کہ کتاب ہذا یا مالک مطبع کے قصہ چھاپے یا بیچے والے کانہ کریں و غیر

۲۹۷

CALL No. { ۲۳۶ پ ب ACC. No. ۴۵۰۲۳

AUTHOR مفتی محمد رفیع الرحمن

TITLE برہان القاضی - [ب ت]



MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept over-due.